OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مادۂ منویہ اور مصنوعی حمل کے بینک: تعارف، ارتقا اور شرعی حکم

Sperm & Artificial Insemination Banks: Introduction, Evolution & Shariah Ruling

Irfan Saghir
Doctoral Candidate Islamic Studies, NUML, Islamabad
Dr. Noor Hayat Khan
Chairman Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad

Abstract

Having children is a natural desire of all human beings, which is why the Prophets have expressed this desire to Allah even in old age.(1) Allah Almighty has established a natural way of mating between man and woman for the fulfillment of this desire and the attainment of this, He has prescribed a pure and lasting relationship like marriage. And with that, it has also been said that having children is a blessing and grace from Allah -With the advancement of modern science, man has been able to adopt artificial insemination through modern medical procedures rather than natural methods. The first test-tube baby was born in 1978 in Manchester.(2) Although man has gained tremendous success in this field, there are many imperfections in adopting this method according to Islamic and medical science which are not only harmful to mother and child but also leave a negative impact on the moral values of the society. This article will highlight the medical, social, and moral problems in adopting such scientific methods of having children. The study will provide an in-depth analysis of Islamic ruling for adopting this method and suggest a guideline for the Muslim community to follow.

Keywords: Sperm, Artificial insemination, Test Tube Baby, Infertility, Sterility, Laparoscopy, Islamic Ruling

CC BY

تمہید

لغوی طور پر عربی میں "منی الرجل وامنیٰ" کا ایک ہی مفہوم ہے، جس سے مراد مرد کے جسم کا نکلا ہوا پانی ہے۔ اور "استمنی" کا معنی ہے۔ منی طلب کرنا۔[3] انگریزی میں اس کے لیے "Sperm ,Spermatozoon , Spermatozoa" جیسے مختلف الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔[4] اصل میں کلمہ "منی" کا معنی "کسی چیز کا اندازہ کرنا اور اس کے ذریعے فیصلہ نافذ کرنا" پھر انسان کے پانی کو "منی" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسی کے ذریعے انسان کی شناخت کی جاتی ہے۔[5] اصطلاح میں منی ایک ایسے مرکب کا نام ہے جو پروٹین، کاربوہائیڈریٹ، چکنائی، امائنز اور آئنز پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا مادہ ہے جو نسل حیوانات کے وجود کا باعث بنتا ہے۔[6]

مادہ منویہ کے بینک کا مفہوم

ایسے بینک کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ ایک لیبارٹری ہے جو ایسی کیمیائی صفات اور خصوصیات کی حامل ہوتی ہے، جس میں حیوانات کے مادہ منویہ کو مناسب مدت تک حسب ضرورت محفوظ رکھا جاتا ہے۔[7]
- ایک ایسا ادارہ ہے جہاں جدید طریقوں کے ذریعے حیوانات کے مادہ منویہ کو مائع نائٹروجن میں منجمد حالت میں طویل عرصہ تک محفوظ رکھا جاتا ہے۔[8]
- ایسا مرکز جو مادہ منویہ کی حفاظت کے لیے قائم کیا گیا ہو تاکہ مختلف تجربات کے بعد مادہ منویہ کو بوقت ضرورت استعمال میں لایا جا سکے۔[9]
- ایسی جگہیں جہاں مادہ منویہ، خاص کر مرد کے نطفہ کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اس کے ذریعے مصنوعی حمل کی خدمات لی جا سکیں۔[10]

مصنوعی حمل کا مفہوم

مصنوعی حمل کے لیے عربی میں "**التلقیح الاصطناعی، التلقیح الصناعی**" اور انگریزی میں، "Test tube Baby , Artificial insemination" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

تلقیح کا لغوی مفہوم: کلمہ "تلقیح" لغت میں (لقح) سے ماخوذ ہے، جو مؤنث کے حمل پر دلالت کرتا ہے۔[11] اور "ملاقیح" سے مراد وہ جنین ہے جو رحم میں ہوتا ہے۔[12] اصل میں "لقاح" کا استعمال اونٹ کے لیے کیا جاتا تھا، پھر اس کو عورت کے لیے مستعار لیا گیا ہے۔[13]

تلقیح کا اصطلاحی مفہوم: مادہ منویہ کا عورت کے بیضہ کے ساتھ اختلاط ہو جانا۔

اصطناعی کا لغوی مفہوم: عربی میں "اصطنع فلان خاتما" تب کہا جاتا ہے جب کوئی انگوٹھی بنانے کا سوال کرے۔[14]

اصطناعی کا اصطلاحی مفہوم: اصطلاح میں یہ طبعی طریقہ کا متضاد ہے اور یہاں اس سے مراد مباشرت ہے۔

مصنوعی حمل کا اصطلاحی مفہوم:

مصنوعی حمل کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر ایسا مصنوعی طریقہ جس کے ذریعے عورت کے انڈے میں مرد کا نطفہ ڈال کر اس کو حاملہ بنایا جائے اور اس میں کسی قسم کا کوئی فطری جنسی عمل کار فرما نہ ہو۔[15]

منی کے بینک کا ظہور و ارتقاء

سب سے پہلے 1950ء میں اہل علم نے مادہ منویہ کی حفاظت کی جانب توجہ مبذول کی، تاکہ بوقت ضرورت مصنوعی عمل کے ذریعے حمل قرار پایا جا سکے۔[16] پہلا وہ بینک جو اس مقصد کے لیے بنایا گیا اس کے قیام کی تاریخ میں مختلف اقوال دیکھنے کو ملتے ہیں۔

پہلا قول: مادہ منویہ کے بینک ستر کی دہائی میں قائم کیے گئے۔[17]

دوسرا قول: پہلا مادہ منویہ کا بینک 1980ء میں قائم کیا گیا ہے۔[18]

مصنوعی حمل کے ذریعے انسانی تاریخ میں ہونے والا سب سے پہلا بچہ مانچسٹر میں 25 جولائی 1978ء کو ہوا تھا جس کا نام لوئیس جوئے براؤن "Louise Joy Brown" تھا۔[19][20]

مادہ منویہ کے بینک کے قیام کا حکم

اہل علم کے مادہ منویہ کے بینک کے قیام سے متعلق دو قول ہیں:

قول اول: مادہ منویہ کا بینک قائم کرنا حرام اور ممنوع ہے۔[21] عرب و عجم کے جمہور معاصر اہل علم کی یہی رائے ہے۔[22] جامعہ ازھر کے فتویٰ میں باقاعدہ تصریح ہے کہ "ان وجود مثل هذه البنوک (بنوک المنی) سیؤدي الیٰ اشاعة الفواحش والمنكرات۔۔"[23] ترجمہ: اس قسم (منی کے بینک) کے بینک کا قیام بے حیائی اور منکرات کا موجب ہیں۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فتویٰ میں لکھا گیا ہے کہ " اسپرم بینک کا قیام ہی اسلامی تعلیمات اور تہذیب و ثقافت کے خلاف ہے۔"[24]

قول دوم: اس قسم کے بینک کا قیام خاص شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

بعض معاصر اہل علم کی یہی رائے ہے۔[25]

جواز کے قائلین کے ہاں شرائط:

1. شوہر کے لیے اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ وہ اپنا مادہ منویہ بینک میں محفوظ رکھوائے۔ اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ نکاح کے رشتے کے قیام کے دوران اس نطفہ کا استعمال صرف اس کی بیوی کے ساتھ ہی کیا جائے۔[26]
2. اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مادہ منویہ کو مخصوص برتنوں میں محفوظ کرتے ہوئے کسی قسم کا کوئی اختلاط نہ ہوا ہو۔ اگرچہ یہ بھول کر یا جان بوجھ کر ہوا ہو۔[27]

حرمت کے قائلین کے دلائل:

1. ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ﴾[28] "اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا۔" آیات سے استدلال یوں ہے کہ مادہ منویہ کے بینک کے قیام سے مرد کے نطفہ کو ایک عبث جگہ میں رکھنا لازم آتا ہے جس کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔[29]
2. ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ﴾[30] اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے، اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے۔
   وجہ استدلال یہ ہے کہ منی کے بینک کا قیام ﴿غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ میں آتا ہے اس لیے اس کی اجازت نہیں ہے۔[31]
3. ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾[32] "اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زوجیت کے رشتہ کو احسان کے طور پر شمار کیا ہے کہ اس کے ذریعے تم سکون حاصل کرتے ہو۔ اگر مادہ منویہ کے بینک کے قیام کو جائز قرار دے دیا جائے تو یہ سکون ختم ہو جاتا ہے کیوں کہ جب بینک سے مادہ منویہ مل جاتا ہے تو اس کے بعد نکاح کی طرف رغبت کم ہو جاتی ہے۔[33]

4. اس بات کا یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ جس مادہ منویہ کا استعمال کیا جارہا ہے یہ وہی ہے جو پہلے اس شخص سے لے کر محفوظ کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس صورت میں انساب کی حفاظت جو شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد ہے، کا تحفظ ممکن نہیں رہتا۔[34]

جواز کے قائلین کے دلائل

1. میاں بیوی کے مابین ایک حلال رشتہ قائم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مصنوعی حمل کو ممنوع قرار دیا جائے اس لیے کہ وہی نطفہ استعمال کیا جارہا ہے جو اس عورت کے اپنے شوہر کا ہے۔[35]
2. ایک مرد کے نطفہ کو لے کر محفوظ کر لینا اور اس کو بعد میں مصنوعی حمل کے لیے استعمال کرنے میں بظاہر کوئی مانع موجود نہیں ہے اس لیے کہ فی الفور حمل کا قرار ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔[36]

اس استدلال پر اشکال یہ ہے کہ مصنوعی حمل کے جواز کا جو اختیار دیا گیا ہے وہ خلاف القیاس ہے کیونکہ اس طرح حمل کے قرار میں بہت سے خدشات اور خطرات موجود ہیں۔ پس جس چیز کو ایک ضرورت کی حد تک جائز قرار دیا گیا ہے اس کو اسی تک محدود رکھا جائے گا۔ اس سے منی کے بینک کے قیام کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

راجح موقف

جانبین کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اگر اس نیت سے بینک کا قیام کیا جارہا ہے کہ محض مادہ منویہ کو محفوظ رکھا جائے تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ البتہ بعض اوقات منی کی حفاظت کی ضرورت پیش آتی ہے کہ عین ممکن ہے کہ اس کی بیوی فی الحال حمل کے ٹھہراؤ کے قابل نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ خاوند کا نطفہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو اس کو تدریجاً بینک میں محفوظ کیا جاتا رہے اور پھر اس کی بیوی کے انڈوں میں ڈال دیا جائے، اسی طرح وہ لوگ جن کو ایسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں جو ہمیشہ کے لیے بانجھ کر دیتی ہیں ان کی سہولت کے لیے بھی ایسے بینک قائم کیے جاسکتے ہیں۔ البتہ ان صورتوں میں بھی مصنوعی حمل کے ذریعے اولاد حاصل کرنے کی کچھ شرائط ہیں جو عنقریب بیان ہوں گی۔ اور جو حضرات عدم جواز کے قائل ہیں اُن کے دلائل کو اُن صورتوں پر محمول کیا جائے گا جن کی شریعت میں کسی طرح بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس طرح دونوں اقوال میں تطبیق ممکن ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

مصنوعی حمل کی اقسام:

مصنوعی حمل کی دراصل دو قسمیں ہیں: داخلی اور خارجی

مصنوعی داخلی حمل:

1. مصنوعی داخلی حمل میں عورت کے تولیدی نظام میں مصنوعی طور پر تخم ریزی کی جاتی ہے بایں صورت کہ خاوند کا نطفہ لیا جاتا ہے اور انجیکشن کے ذریعے اس کی بیوی کے رحم میں مناسب جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے۔[37]
2. کسی عطیہ کرنے والے کے مادہ منویہ کو لے لیا جاتا ہے اور کسی اجنبی عورت کے رحم میں اس کو داخل کر دیا جاتا ہے۔[38]
3. خاوند کا نطفہ لے لیا جائے اور اس کی سابقہ بیوی کے رحم میں اس کو رکھ دیا جائے جب کے خاوند مر چکا ہو اور ازدواجی رشتہ ختم ہو چکا ہو۔[39]

4. کسی مرد کے نطفہ کو لے لیا جاتا ہے اور ایک ایسی اجنبی عورت جو اسی کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے کہ کسی مرد کے نطفہ کو اس کے رحم میں حمل ٹھہرانے کے لیے رکھا جائے۔ اور پھر طبیب کچھ عرصہ کے بعد اس کے رحم کی صفائی کر دیتا ہے اور اس اجنبی عورت کے انڈے کو اُس شخص کی اپنی بیوی کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے۔[40]

مصنوعی خارجی حمل (ٹیسٹ ٹیوب بے بی): اس قسم کی موجودہ زمانہ میں بے شمار صورتیں ہیں جن میں بعض صورتیں کافی پیچیدہ ہیں تمام صورتوں کو اگر ایک مجموعی شکل دی جائے تو ٹیسٹ ٹیوب بے بی، بیرونی تخم ریزی کے پانچ طریقے سامنے آتے ہیں۔[41] جن کو ذیل میں احکام سمیت نقل کیا جاتا ہے:

مصنوعی خارجی حمل کے لیے اختیار کیے جانے والے مختلف اسالیب اور ان کا شرعی حکم:

پہلی قسم کے اسالیب: ان اسالیب سے مراد وہ تمام صورتیں ہیں جو میاں بیوی کے مابین نکاح کے دوران مصنوعی حمل کے لیے اختیار کی جاتی ہیں۔

معاصر اہل علم کا ان صورتوں سے متعلق چار اقوال ہیں:

قول اول: مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ یہ صورت جائز ہے:

أ. مصنوعی حمل کا طریقہ میاں بیوی کے نکاح کے دوران اختیار کیا جا رہا ہو۔

ب. اس طریقہ میں دونوں میاں بیوی کی اجازت اور رضا شامل ہو۔

ج. علاج کے ذریعے حمل کی کوئی صورت نہ بن رہی ہو اور وہ دونوں اس مصنوعی طریقہ حمل پر مجبور ہوں۔

د. جس طبیب کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں اس کو یہ یقین کامل ہو کہ مصنوعی طریقہ سے مطلوبہ نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

ہ. اس پورے عمل کے دوران عورت کے اعضاء کا کشف بقدر ضرورت ہو۔

و. اگر ہو سکے تو معالج عورت مسلمان ہو، وگرنہ غیر مسلم عورت سے علاج کرایا جائے، یا کسی مسلمان مرد، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کسی غیر مسلم مرد کی طبی خدمات لی جاسکتی ہیں۔ یہی ترتیب رکھی جائے گی جو بیان ہوئی ہے۔

ز. علاج کے دوران خلوت نہیں ہونی چاہیے بلکہ شوہر یا کوئی اور عورت معالج کے ساتھ موجود ہو۔

ح. اختلاط نسب سے بچانے کے لیے مقدور بھر کوششیں کی جانا ضروری ہے۔

اکثر اہل علم نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔[42]

قول دوم: بعض معاصر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ صورت بھی دیگر اسالیب کی طرح جائز نہیں ہے۔[43]

قول سوم: مصنوعی داخلی حمل تو جائز ہے البتہ مصنوعی خارجی حمل جائز نہیں ہے۔ بعض معاصر اہل علم کی یہی رائے ہے۔[44]

- **شرائط کے ساتھ جواز کے قائلین کے دلائل:**

1. پہلی دلیل یہ ہے کہ مصنوعی حمل کا اسلوب اختیار کرنا دراصل علاج معالجہ کی ایک صورت ہے اور کسی بھی بیماری کے لیے جائز اسباب کو اختیار کرنے کی شرعا اجازت ہے۔[45]

2. اگر کسی بانجھ عورت کو اس کی اسی بیماری پر چھوڑ دیا جائے تو ایک تو اس کے لیے قلبی اضطراب اور بے چینی ہے کہ اس کے ساتھ کی دوسری عورتوں کی اولاد ہے لیکن اس کی اولاد نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ اولاد کی خواہش، خاندان کا جاری ہونا، ایک جائز اور ضروری خواہش ہے جو ہر انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اور مصنوعی حمل میں درحقیقت اسی قلبی اضطراب کو ختم کرنے اور خاندان کے اجراء کی کوشش کی جاتی ہے۔[46]

3. مذکورہ صورت میں چونکہ میاں بیوی کی نسل کے اجراء کی اور کوئی صورت نہیں بچتی اس لیے اگر ان کو اسی حال پر چھوڑ دیا جائے تو ان کے لیے مشقت اور حرج ہے جو شریعت میں مرفوع ہے اس لیے مصنوعی حمل کا اسلوب اختیار کرنے کی اجازت دی جائے گی۔[47]

- **عدم جواز کے قائلین کے دلائل:**

1. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ . فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾[48]

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو جاؤ،

وجہ استدلال یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں بیویوں کو مردوں کے لیے کھیتی قرار دیا گیا ہے اور ان کی نسل کے اجراء کا ذریعہ بیان کیا گیا ہے بایں صورت کہ ان کے ارحام مردوں کی اولاد کا مسکن ہیں۔ لہٰذا مرد اپنی نسل کے اجراء کے ذریعہ اس کے پاس آئیں اور اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار نہ کریں۔ پس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اولاد کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ کہ مرد و عورت کا نطفہ اور بیضہ کا ملاپ ہو جو کہ جماع کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے۔[49]

استدلال پر اشکال: وجہ استدلال پر اشکال یہ ہے کہ آپ نے آیت کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے حمل کے ٹھہراؤ کی جو تحدید بیان کی ہے آیت میں میں اس کی جانب کوئی اشارہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ آیت میں صرف بیوی کے پاس آنے کی کیفیت اور آنے کا محل کا بیان کیا گیا ہے جس کا حمل ٹھہرنے کی کیفیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آیت کا منطوق محض یہ بتا رہا ہے کہ بیوی کے پاس فرج کی طرف سے آنا ہے نہ کہ دبر کی جانب سے اور بس۔[50]

2. ﴿خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ﴾[51] اسے (انسان) ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

3. ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ﴾[52] کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اسے ایک مضبوط قرار کی جگہ میں رکھا۔" وجہ استدلال سورہ طارق کا لفظ ﴿دَافِقٍ﴾ اور سورہ مرسلات کی آیت ﴿فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ﴾ ہے ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے ہونے والا بچہ جب بڑا ہو گا قرآن کی ان آیات کا مشاہدہ کرے گا تو اسکا شعور ان کے بارے میں کیا گمان کرے گا؟ کس قسم کے خیالات اس کے ذہن میں پیدا ہوں گے؟[53]

استدلال پر اشکال: اس استدلال پر اشکال یہ ہے کہ آپ کے استدلال کا مدار اس پر ہے کہ اگر مصنوعی حمل کے ذریعے بچہ پیدائش ہو تو اس صورت میں در اصل وہ پانی پیدائش کا باعث نہیں ہو گا جس میں "دفق" ہوتا ہے اور وہ پیٹھ اور سینے سے نکلتا ہے، اور نہ ہی وہ کسی پختہ مکان میں قرار پائے گا۔ یہ استدلال ہی درست نہیں ہے کیونکہ مصنوعی حمل میں جو حمل قرار پکڑتا ہے وہ ایسے پانی کا ہی نتیجہ ہوتا ہے جو مرد کی پشت سے نکلتا ہے اور یہی کیفیت عورت کی جانب میں بھی ہوتی ہے۔[54]

4. ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾[55] اور انھیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کریں گے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ شیطان کے بہکاوے میں آکر لوگ اللہ کی تخلیق کو اس نہج سے تبدیل کر دیں گے جس نہج اور حالت پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ اور مصنوعی حمل میں شوہر کا بیوی کے پاس آنے کی جو نہج ہے اس میں تغیر لازم آ رہی ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔[56]

وجہ استدلال پر اشکال: مصنوعی حمل کا اسلوب اختیار کرنے میں کسی قسم تغیر لازم نہیں آ رہی کیونکہ اس صورت میں محض مرد کے نطفے کو عورت کے بیضہ کے ساتھ ملاپ کا ایک طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے باقی حمل کا ٹھہر جانا اور اولاد کا ہو جانا وہ خالص اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔

راجح موقف: تمام تر دلائل اور موقف پر قیل و قال کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جواز کے قائلین کا موقف راجح ہے کیونکہ ان کے دلائل قوی ہونے کے ساتھ ساتھ اشکالات سے بھی پاک ہیں۔ اس کے ساتھ آج کل کے زمانے میں جب کسی کی شناخت کی ضرورت پیش آئے یا اس کا ڈی این اے جاننا ہو تو منی کے ذریعے اس کو حل کیا جاتا ہے لہذا وہ تمام شکوک وشبہات جو دیگر معاصر اہل علم نے بیان کیے ہیں اور ان خدشات کو مصنوعی حمل کی ممانعت کے لیے بہت اہم شمار کیا ہے، وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

دوسری قسم کے اسالیب: اس قسم سے مراد وہ اسالیب ہیں جن میں میاں بیوی کے علاوہ کسی اور اجنبی مرد وعورت کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں چاہے وہ اجنبی کی منی ہو، بیضہ ہو یا رحم ہو۔ یا یہ سارا عمل نکاح کے ختم ہونے کے بعد کیا جائے۔ یہ تمام اسالیب شرعاً حرام ہیں۔(57) معاصر اہل علم(58) میں سے اکثر کی یہی رائے ہے اور تمام عالمی ومقامی سطح پر ہونے والی کانفرنسوں کی سفارشات اور فیصلے اسی حکم کو بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

- **مجمع الفقہ الاسلامی کی سفارشات:**(59)

مجمع الفقہ الاسلامی کی سفارشات میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان تمام تر معلومات کو سامنے رکھتے ہوئے جو مصنوعی حمل سے متعلق مختلف ٹھوس ذرائع کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں، شریعت اسلامی کی روشنی میں اگر ان کو پرکھا جائے تو ان تمام صورتوں کے احکام کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی صورت: عام شرعی حکم

أ. کسی بھی عورت کے لیے کسی اجنبی کے سامنے اپنا ستر کھولنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے الا یہ کہ کوئی ایسی مجبوری ہو جس کو شریعت نے بھی معتبر سمجھا ہو۔

ب. اگر کسی عورت کو کوئی ایسی بیماری ہو جو اس کے لیے باعث تکلیف ہو یا کوئی ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے اس کے مفلوج ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ ایسے اعذار ہیں جن کو شریعت نے معتبر سمجھا ہے ایسی صورت میں اس کے لیے غیر محرم کے سامنے علاج کی غرض سے بقدر ضرورت انکشاف کی گنجائش موجود ہے۔

ج. وہ تمام صورتیں جن میں عورت کسی دوسرے کے سامنے انکشاف پر مجبور ہو تو اس کی ترتیب یہ ہے کہ وہ غیر کوئی مسلمان عورت ہو، یا غیر مسلم عورت ہو، یا مسلمان مرد ہو یا غیر مسلم مرد ہو۔ یہی ترتیب لازمی ہے۔

عورت اور معالج کے مابین خلوت کی تب تک اجازت نہیں ہے جب تک کے خاوند وہاں موجود نہ ہو یا کوئی اور عورت وہاں موجود ہو۔

دوسری صورت: مصنوعی حمل کا حکم

أ. ایسی عورت جو حاملہ نہیں ہو سکتی اور اس کا خاوند اس سے اولاد کا متمنی ہے تو یہ ایک جائز خواہش ہے ان کے لیے علاج کرانے اور مصنوعی حمل کی گنجائش موجود ہے۔

ب. مصنوعی حمل کا پہلا طریقہ، جس میں میاں بیوی کا اپنا نطفہ اور بیضہ استعمال ہوتا ہے، اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ اور یہ تب ہے کہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ عورت کو اس طبی طریقہ کی حمل ٹھہرنے کے لیے ضرورت ہے۔

ج. مصنوعی حمل کا تیسرا طریقہ، جس میں میاں بیوی کا اپنا نطفہ اور بیضہ لیا جاتا ہے اور اس کے بعد خارجی مصنوعی حمل کا طریقہ استعمال کر کے اسی کی بیوی کے رحم میں تخم ریزی کر لی جاتی ہے، اس کی شریعت میں اگرچہ گنجائش موجود ہے لیکن چونکہ اس میں جتنی بھی احتیاط کر لی جائے بہت سے شکوک وشبہات پھر بھی باقی رہتے ہیں اس لیے حتی الامکان اس صورت کو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

د. ان دونوں صورتوں میں جہاں مجمع الفقہ الاسلامی نے گنجائش دی ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ ان صورتوں میں ہونے والے بچہ کے وہ تمام حقوق ہوں گے جو ایک طبعی طریقہ سے پیدا ہونے والے بچے کو حاصل ہوتے ہیں۔ مثلا والدین سے نسب کا ثبوت، پرورش کا حق، وراثت کا حق وغیرہ۔

ہ. اس کے علاوہ جتنی بھی صورتیں ہیں ان سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کا موقف یہ ہے کہ ان کی قطعا اسلام میں گنجائش نہیں ہے کیونکہ ان صورتوں میں ایسے اجنبی کی خدمات لی جاتی ہیں جس کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی حلال رشتہ قائم نہیں ہے۔

تیسری قسم کے اسالیب: اس قسم میں ان اسالیب کا حکم بیان ہو گا جن میں میاں بیوی کے نطفہ اور بیضۃ کو لے کر مصنوعی طریقہ سے ملایا جاتا ہے اور خاوند کی دوسری بیوی کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے۔

اس میں اہل علم کے تین اقوال ہیں:

قول اول: ایک قول یہ ہے کہ یہ صورت بھی حرام ہے، اور جمہور کی یہی رائے ہے۔

قول دوم: یہ صورت مطلقا جائز ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی کے ساتویں اجلاس میں اسی قول کو اختیار کیا گیا تھا۔[60] البتہ بعد میں آٹھویں اجلاس کی دوسری قرار داد میں 1405ھ کو اس قول سے رجوع کر لیا گیا تھا اور اس صورت کو بھی حرام قرار دے دیا گیا تھا۔[61] اور پھر اس حرمت کے قول کو ہی 1410ھ میں بھی حتمی قرار دیا گیا تھا۔[62] اور بعض معاصر اہل علم کی یہی رائے (مطلقا جواز کا) ہے۔[63]

قول سوم: ایک قول یہ ہے کہ اگر دوسری بیوی کے بیضہ میں کوئی ایسی بیماری جس کی وجہ سے اولاد نہیں ہو پا رہی تو اس صورت کی گنجائش ہے۔

معاصر اہل علم میں سے بعض کی یہی رائے ہے۔[64]

ذیل میں تینوں اقوال کے دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔

- **حرمت کے قائلین کے دلائل:**

ان حضرات کے وہی دلائل ہیں جو ماقبل اس صورت اور اس جیسی دیگر صورتوں کی حرمت سے متعلق گزر چکے ہیں۔

- **مطلقا جواز کے قائلین کے دلائل:**

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ دونوں عورتیں ایک ہی شخص کی بیویاں ہیں اس لیے اس صورت میں کسی شخص کے نطفہ کو غیر محرم کے رحم میں داخل کرنے کی صورت پیش نہیں آرہی اس لیے اس صورت کی حرمت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔[65]

استدلال پر اشکال:

1. اس دلیل پر ایک اشکال یہ ہے کہ اگرچہ نطفہ تو اسی کے شوہر کا ہے لیکن جب اس نطفہ کو پہلی بیوی کے بیضہ سے ملا کر طبی طریقہ سے دوسری بیوی کے رحم میں داخل کیا جائے گا تو اس میں اجنبی کا پانی داخل کرنا پایا جا رہا ہے بایں صورت کہ پہلی بیوی دوسری بیوی کی سوکن اور اس کے لیے اجنبی ہے۔
2. دوسرا اشکال یوں ہے کہ ماقبل جتنے دلائل حرمت کے گزر چکے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس صورت کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

- **دوسری بیوی کی بیماری کی صورت میں جواز کے قائلین کے دلائل:**

1. اس صورت میں چونکہ یہ عورت اسی کی بیوی ہے اس لیے اس میں اختلاط نسب کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اس لیے یہ صورت جائز ہے۔[66]

استدلال پر اشکال: اس استدلال پر اشکال یہ ہے کہ اگر اس صورت کے جواز کی یہی دلیل ہے کہ اس میں اختلاط نسب کا اندیشہ نہیں ہے تو اسی طرح کی ایک اور صورت جس میں کسی اجنبی عورت کو مستعار لیا جاتا ہے یا دوسری بیوی جو اولاد کی پیدائش پر قادر ہوتی ہے اس صورت میں مصنوعی حمل کے ذریعے تخم ریزی کے وقت اس بات کی تسلی کی جاچکی ہوتی ہے کہ مصنوعی عمل سے پہلے اجنبی عورت کا رحم کسی بھی طرح سے مشغول نہیں ہے۔[67]

راجح موقف: اس مسئلہ میں جمہور اہل علم کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے واضح طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہی کا موقف راجح ہے اور اس کے ساتھ ان کے مذہب کے راجح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مخالف موقف کے قائلین کے دلائل کمزور ہیں جیسا کہ ما قبل بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

چوتھی قسم کے اسالیب: اس قسم میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن میں شوہر کی وفات کے بعد مصنوعی حمل کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

اس صورت سے متعلق معاصر اہل علم کی دو آراء ہیں:

پہلی رائے جمہور کی ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے جیسا کہ ما قبل بیان ہو چکا ہے۔

دوسری رائے بعض معاصر اہل علم کی ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد صرف عدت کے دوران مصنوعی حمل کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت ہے۔[68]

جمہور اہل علم کے دلائل: جمہور اہل علم کے دلائل ما قبل میں تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں جن میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ شوہر کی وفات کے بعد کسی بھی قسم کا مصنوعی حمل ٹھہرانے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ رشتہ ازدواج ختم ہو چکا ہے اب یہ عورت اجنبی ہے۔

بعض معاصر اہل علم کے دلائل:

1. ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ متقدمین فقہاء نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جو اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے لیکن اس کے بعد اتنا عرصہ گزرا جس میں اس مرد کا اس عورت سے بچہ ہونے کا امکان ہے اور پھر وہ عورت کسی بچہ کو جنتی ہے اور یہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ بچہ اس کے سابقہ شوہر کا ہے تو اس کا نسب اس شوہر سے ثابت مانا جائے گا۔[69]

شوہر کی وفات کے بعد مصنوعی حمل کے طریقہ میں یہی صورت پائی جارہی ہے کیونکہ نطفہ اسی مرد کا ہے جو اس کا شوہر تھا۔ پس اگرچہ بچہ اس کی وفات کے بعد ہو گا لیکن اس بچہ کا ہونا ممکن سمجھا جائے گا۔ واللہ اعلم[70]

استدلال کی تردید: جواز کے قائلین کے نزدیک مادہ منویہ کے بینک قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے حالانکہ اگر مادہ منویہ کے بینک قائم نہ کیے جائیں تو شوہر کی وفات کے بعد مصنوعی حمل ٹھہرانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟[71]

2. زوجیت کے احکام محض شوہر کی وفات سے ختم نہیں ہو جاتے بلکہ جب تک عورت عدت میں ہے تب تک احکام زوجیت قائم رہتے ہیں لہذا اس صورت میں عورت کے لیے سابقہ شوہر کے نطفہ کو اپنے رحم میں داخل کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔[72]

استدلال پر اشکال: اس استدلال پر اشکال یہ ہے کہ اگرچہ عدت کے دوران احکام زوجیت باقی رہتے ہیں لیکن اس پر متفرع کرتے ہوئے یہ کہنا کہ چونکہ نکاح کے احکام باقی ہیں لہذا عورت کو سابقہ شوہر کے نطفہ پر اختیار حاصل ہے، درست نہیں ہے کیونکہ مرد کا نطفہ خالص اس کی ملکیت ہے اس پر عورت کا کسی قسم کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔[73]

راجح موقف: اس صورت میں جمہور اہل علم کی رائے زیادہ راجح ہے کیونکہ ان کے دلائل دیگر معاصر اہل علم کے دلائل کے مقابلے میں زیادہ واضح اور قوی ہیں خاص کر یہ دلیل کہ متوفیٰ عنھا زوجھا کے لیے عدت وفات اس لیے قائم کی گئی ہے کہ یہ جان

لیا جائے کہ اس کا رحم خالی ہے یا مشغول ہے۔ جب کے وفات کے بعد مصنوعی حمل کے طریقے میں تو بجائے استبراء کے مشغول کرنا پایا جارہا ہے جو عدتِ وفات کے معنیٰ کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

پانچویں قسم کے اسالیب: اس قسم میں وہ اسلوب شامل ہیں جس میں میاں بیوی اپنی ہونے والی اولاد کے لیے من پسند جنس کا انتخاب کرنا چاہتے ہوں۔

جدید میڈیکل سائنس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بدولت اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ مصنوعی حمل کے طبی اسلوب کے ذریعے ہونے والے بچے کی جنس کو اپنی مرضی اور منشا میں ڈھالا جاسکتا ہے۔ پھر یہ کام دو طریقوں سے ہوتا ہے۔

1. ایک طریقہ یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے جنین کی پہچان کر کے جنس تبدیلی کا عمل کیا جائے۔
2. دوسرا طریقہ یہ ہے کہ منی میں موجود نر و مادہ کے اجزاء جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے الگ کر لیے جائیں اور پھر والدین کی چاہت کے مطابق مصنوعی حمل کے لیے کسی ایک جزء کا استعمال کیا جائے۔[74]

جہاں تک اس اسلوب کے حکم شرعی کا تعلق ہے تو چونکہ اس اسلوب کی مختلف صورتیں ہیں جن میں مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں اس لیے ذیل میں ان صورتوں کی تفصیل اور حکم کو الگ بیان کیا جاتا ہے:

پہلی صورت: بعض دفعہ کچھ جینیاتی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے مولود کی جنس کی تحدید کی جاتی ہے۔ دراصل بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مختلف حمل میں جب مختلف جنسیں جنم لے رہی ہوتی ہیں تو یہ بار بار کا اختلاف، جنین کی وفات یا وراثتی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ اس تحدید کو طب کے میدان طبی تحدید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[75]

جنس کی تحدید کی یہ قسم ضروریات میں شمار کی جاتی ہے، اور علاج کی اقسام میں سے ایک قسم شمار ہوتی ہے۔ اسی لیے اہل علم کا اس صورت کے جواز پر اتفاق ہے۔[76]

دراصل جواز کا حکم معاصر اہل علم کی اُس رائے کا مقتضیٰ ہے جس میں مصنوعی حمل کو ضرورت کے پیش نظر جائز قرار دیا گیا ہے۔ اب چونکہ مذکورہ صورت بھی ایک ضرورت ہے اس لیے اس کو بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔

اور بعض معاصر اہل علم چونکہ مصنوعی حمل کے جواز کے قائل نہیں ہیں اس لیے ان کے نزدیک یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔

دوسری صورت: مولود کے جنس کی تحدید اگر کسی طبی سبب کی وجہ سے نہ ہو رہی ہو بلکہ اس کا مقصد محض اپنی خواہش (بیٹا یا بیٹی کا حصول) پورا کرنے کے لیے ہو جس کو طب کے میدان میں "جنس اجتماعی کی تحدید" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ صورت پہلی صورت کی بنسبت زیادہ عام اور شائع ہے۔[77] تو اس کے حکم میں قدرے تفصیل ہے جس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

أ. معاصر اہل علم کا اس قسم کے عدم جواز پر اتفاق ہے اگر یہ صورت اجتماعی طور پر اختیار کی جارہی ہو یعنی اگر اکثر لوگ اس کا ارتکاب کر رہے ہوں تو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔[78]

ب. اور اگر اس صورت کو اختیار کرنے والے معدودے افراد ہوں تو اس صورت میں اہل علم کے دو قول ہیں:

پہلا قول: مصنوعی حمل کے ذریعے اس غرض سے جنس کی تحدید کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اکثر معاصر اہل علم کی یہی رائے ہے۔[79] اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل علم نے مصنوعی حمل کی اجازت ضرورت کے پیش نظر اور دیگر شرائط کے ساتھ دی تھی جب کے مذکورہ صورت میں مصنوعی حمل کو اختیار کرنے کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی داعیہ ہے۔ کیونکہ ایک طبعی اور فطری طریقہ حمل کے لیے اس صورت میں موجود ہے۔

دوسرا قول: بعض معاصر اہل علم کے نزدیک مصنوعی حمل کی یہ صورت ماقبل بیان کردہ شرائط کے علاوہ دیگر چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔[80]

- **عدم جواز کے قائلین کے دلائل**

1. ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا﴾[81] وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیات میں انسان کی پیدائش میں جنس کا اختلاف یا بانجھ پن کے بارے میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر پر منحصر ہے۔ لہذا اپنی مرضی سے جنس کی تبدیلی کرنے در حقیقت اُس تقدیر میں دخل اندازی کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔[82]

استدلال پر اشکال: استدلال پر اشکال یہ ہے کہ انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر میں دخل اندازی کر سکے۔ کیونکہ کائنات میں ہونے والے تمام کام اس کے علم اور ارادے کے ماتحت ہیں۔ لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ جنین کی جو جنس پیدا کرنا چاہتے ہیں اس کو تبدیل کر کے کوئی اور جنس بنالی جائے۔[83]

2. ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾[84] اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کیے ہیں، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو چلانے کا ایک مکمل نظام ترتیب دیا ہے جس کے مطابق سارا نظام روز اول سے اب تک چلا آرہا ہے۔ نظام تخلیق بھی اسی نظام کا ایک حصہ ہے لہذا اگر جنس کی زبردستی تبدیلی کی کوشش کی جائے گی تو یہ دراصل خالق کائنات کے بنائے ہوئے نظام میں دخل اندازی ہے۔[85]

استدلال پر اشکالات:

اَ. پہلا اشکال یہ ہے کہ مذکورہ صورت کے ذریعے خالق کائنات کے نظام تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں کی جارہی۔ کیونکہ یہ محدود حالات میں ہوتا ہے۔[86]

ب. جنس کی زبردستی تبدیلی اللہ تعالیٰ کا ہی ارادہ اور مشیت ہے کیونکہ اسی نے انسان کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اس کام کو سر انجام دے سکے۔ جیسا کہ بانجھ پن کا علاج اس تخلیقی نظام میں دخل اندازی نہیں ہے اسی طرح جنس کی تحدید بھی کوئی تقدیر کا مقابلہ کرنا نہیں ہے۔[87]

3. ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ﴾[88]

ترجمہ: یقیناً (قیامت کی) گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے، اور کسی متنفس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا اور نہ کسی متنفس کو یہ پتہ ہے کہ کونسی زمین میں اسے موت آئے گی۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ آیت میں اس بات کا دعویٰ کیا گیا ہے کہ ارحام میں جو کچھ ہے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انسانی علم جنین کی جنس کو جان سکتا ہے اور اپنی مرضی سے اسی کے مطابق اس کو ڈھال سکتا ہے؟[89]

استدلال پر اشکال:

مذکورہ آیات میں صرف جنین کی جنس جاننے کا دعویٰ نہیں کیا جارہا بلکہ ایک تفصیلی علم جاننے کا دعویٰ ہو رہا ہے کہ ارحام میں جو کچھ ہے اس کی زندگی، موت، نیک و بد ہونا اور اس کے علاوہ اس کی زندگی کا ہر وہ لمحہ جو اس کو پیش آئے گا وہ سب اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ پس اس کی جنس کی شناخت کر لینا بھی دراصل اللہ کے حکم کے مطابق ہی ہے۔[90]

- **جواز کے قائلین کے دلائل:**

1. ﴿يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ڰ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴾[91] آپ خاص اپنے پاس سے مجھے ایک ایسا وارث عطا کر دیجیے۔ جو میرا بھی وارث ہو، اور یعقوبؑ کی اولاد سے بھی میراث پائے۔ اور یارب! اسے ایسا بنایے جو (خود آپ کا) پسندیدہ

ہو۔ آیات سے وجہ استدلال یہ ہے کہ مذکورہ آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ نرینہ اولاد کی دعا کرنا جائز ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کا طلب کرنا جائز ہے اس کا کرنا بھی جائز ہے لہذا جنس کو اپنی مرضی کے مطابق اختیار کرنا بھی جائز ہے۔ (92)

استدلال پر اشکالات:

أ. پہلا اشکال یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں اللہ کے نبی نے اپنا وارث طلب کیا ہے جو بظاہر ان کی نبوت کی وراثت کے لیے مانگا جا رہا تھا لہذا اس کو رسالت پر محمول کیا جائے گا۔ (93)

ب. اللہ تعالیٰ نے اس دعا میں نرینہ اولاد کو اس لیے نہیں مانگا کہ العیاذ باللہ ان کے دل میں بچیوں کے لیے کوئی بغض یا کوئی دشمنی تھی، بلکہ ان کی دعا کا مقصد یہ تھا کہ نرینہ اولاد ہو تا کہ وہ ان کی نبوت اور علم کا وارث بن سکے۔ اور آج کل جو لوگ جنس کی تبدیلی کراتے ہیں ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد اپنا نام باقی رکھنا اور مال و دولت میں وارث بنانا ہوتا ہے۔ (94)

2. فقہی قاعدہ ہے "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" (95) یعنی اشیاء کی اصل ان کا مباح ہونا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ نرینہ یا مؤنث اولاد کی خواہش ایک جائز امر ہے اس میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے جب علماء نے مصنوعی حمل کے طریقہ کو شرائط کے ساتھ جائز قرار دے دیا ہے تو کوئی وجہ نہیں بچتی کہ اس کو ناجائز قرار دیا جائے۔ (96) اس استدلال پر اشکال کیا جا سکتا ہے کہ بے شک جنس کی تحدید میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے لیکن اس کو اختیار کرنے کے جو اسباب ہیں وہ جائز ہونے چاہیں۔

راجح موقف:

تمام تر دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں عدم جواز کے قول کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ حصول اولاد کے لیے وہی فطری طریقہ اپنایا جائے جو روز اول سے چلتا آ رہا ہے۔ ایسے ہی جنین کی جنس تبدیل کرنا کوئی ایسی ضرورت یا حاجت نہیں ہے جس کو لا محالہ تسلیم کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

منی کی خرید و فروخت کا حکم:

اس مسئلہ سے متعلق متقدمین فقہائے کرام سے کوئی صریح موقف دیکھنے کو نہیں ملتا کیونکہ پہلے زمانے میں تو کیا آج کل بھی دنیا کے ہر ملک میں مادہ منویہ کی خرید و فروخت کا کام نہیں ہوتا بلکہ کچھ ممالک ہیں جہاں یہ کام ہوتا ہے۔ البتہ کچھ این جی اوز ایسی ہیں جو اپنے منافع کے لیے منی کو عطیہ کرنے کی ترغیب دیتی رہتی ہیں۔ اس مسئلہ کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ہی متقدمین فقہائے کرام نے اس پر کوئی واضح موقف نہیں اپنایا لیکن ان کے بیان کردہ اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کسی چیز کی خرید و فروخت کے جائز ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

1. ثمن اور مبیع قابل انتفاع ہوں۔
2. مال متقوم ہوں۔
3. قابل انتفاع ہونے سے اس کی مالیت کا اندازہ لگایا جائے گا۔
4. اور وہ شئے ایسی ہو جس سے فائدہ اٹھانا مباح ہو، حرام نہ ہو۔ (97)

چونکہ بالاتفاق مادہ منویہ سے فائدہ اٹھانا صرف صاحب المنی کو ہی روا ہے اس لیے اس کے بیچنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔ البتہ ماقبل یہ بات بیان ہوئی ہے کہ اگر کسی چیز سے شرعاً نفع اٹھانا مباح ہو تو اس کے خرید و فروخت کی اجازت دی جائے گی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہوتی ہے کہ اس کے علاج کے لیے اس کے مادہ منویہ کا ٹیسٹ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا طبی تجربات کے لیے منی کی خرید و فروخت کی اجازت دی جا سکتی ہے جب کہ نفع اٹھانا شرعاً معتبر بھی ہے اور اس کی ضرورت بھی ہے؟ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ نفع اٹھانا شرعاً معتبر ہے لیکن مروت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو جائز قرار نہ دیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے ماء الفحل (نر کا مادہ منویہ) کی بیع سے منع کیا

ہے۔[98] اور اس ممانعت کی وجہ در اصل شریعت کے محاسن اور کمال کا اظہار ہے بایں صورت کہ مادہ منویہ کی خرید و فروخت سے طبائع سلیمہ نفرت محسوس کرتی ہیں اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کو اچھا نہیں سمجھا جاتا اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں خاص کر مسلمانوں کی طبائع کو ایسا بنایا ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا جانتے ہیں پس جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ بھی اچھا سمجھتے ہیں اور جس کو مسلمان برا سمجھتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ بھی برا سمجھتے ہیں۔

منی عطیہ کرنے کا حکم:

جہاں تک منی کو عطیہ کرنے کا تعلق ہے کہ آیا اس کو عطیہ کرنا جائز ہے یا نہیں تو اس مسئلہ کی بنیاد در اصل ماقبل میں بیان ہونے والے مسئلہ (کہ منی کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے) پر ہی ہے۔ کیونکہ فقہاء نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ "ماجاز بیعہ جاز ھبتہ ومالا یجوز بیعہ لا تجوز ھبتہ"[99] یعنی جس کی خرید و فروخت جائز ہے اس کا ھبہ کرنا بھی جائز ہے اور جس چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اس کا ھبہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ البتہ یہاں دو باتیں ذکر کرنا ضروری ہیں:

1. کیا میڈیکل لیبارٹریوں میں تجربات کے لیے منی کا عطیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ دوسرے مطلب میں منی کی خرید و فروخت کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مقاصدِ شریعت اور دلائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اگر کوئی تجربہ ہی کرنا ہے تو مبتلا بہ شخص کو بنفس نفیس لیبارٹری میں لے جانا ممکن ہے۔ اس کو وہاں لے جا کر معائنہ کر لیا جائے۔ اور بیماری کی تشخیص کر لی جائے۔ پھر اس بیماری کا علاج کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اہل طب اس کو بہتر جانتے ہیں۔ واللہ اعلم

2. منی کا اپنی بیوی کے مصنوعی حمل کے لیے عطیہ کرنا کہ جو حضرات اس بات کے جواز کے قائل ہیں کہ مرد اپنی بیوی کے لیے منی عطیہ کر سکتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے مرنے کے بعد اگر عدت کے دوران اس کی منی سے حاملہ ہونا چاہتی ہے تو ہو جائے، تو ان حضرات کے موقف کے مطابق اس صورت میں شوہر کے لیے منی کا عطیہ کرنا جائز ہو گا۔

البتہ اس مسئلہ کے بیان کے وقت ذکر ہو چکا ہے کہ راجح قول کے مطابق یہ صورت، یعنی کوئی شوہر اپنی منی کا عطیہ کرے تاکہ اس کی بیوی اس کی وفات کے بعد عدت کے دوران اس کا استعمال کر سکے، بھی ناجائز ہے۔

لہذا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اس صورت میں بھی منی کا عطیہ کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

نتائج بحث

1. اگر اس نیت سے بینک کا قیام کیا جارہا ہے کہ محض مادہ منویہ کو محفوظ رکھا جائے تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ البتہ بعض اوقات منی کی حفاظت کی ضرورت پیش آتی ہے کہ عین ممکن ہے کسی شخص کی بیوی فی الحال حمل کے ٹھہراؤ کے قابل نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ خاوند کا نطفہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو اس کو تدریجا بینک میں محفوظ کیا جاتا رہے اور پھر اس کی بیوی کے انڈوں میں ڈال دیا جائے، اسی طرح وہ لوگ جن کو ایسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں جو ہمیشہ کے لیے بانجھ کر دیتی ہیں ان کی سہولت کے لیے بھی ایسے بینک قائم کیے جاسکتے ہیں۔ البتہ ان صورتوں میں بھی مصنوعی حمل کے ذریعے اولاد حاصل کرنے کی صرف وہی صورتیں جائز ہیں جو میاں بیوی کے مابین اختیار کی جاتی ہیں اور کسی بھی طرح سے کسی تیسرے فرد کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہو۔ اور جو حضرات عدم جواز کے قائل ہیں اُن کے دلائل کو اُن صورتوں پر محمول کیا جائے گا جن کی شریعت میں کسی طرح بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس طرح دونوں اقوال میں تطبیق ممکن ہو جاتی ہے۔

2. اکثر فقہائے کرام کے ہاں مادہ منویہ کی خرید و فروخت اور عطیہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ بعض فقہائے کرام کے ہاں شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی منی عطیہ کرے تا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی عدت کے دوران اس کے ذریعے حاملہ ہو جائے۔
3. مصنوعی حمل کے مروجہ تمام اسلوب اور طریقے راجح قول کے مطابق ناجائز ہیں البتہ تین صورتوں میں اس کی گنجائش دی گئی ہے:

اَ. میاں بیوی کے نکاح کے دوران انہی کے درمیان مصنوعی حمل (داخلی و خارجی) کا کوئی طریقہ اختیار کیا جارہا ہو تو اس کی اجازت ہے۔

ب. بعض معاصر اہل علم کے ہاں پہلی بیوی اور سوکن کے مابین بھی مصنوعی حمل کا عمل کرنے کی گنجائش ہے بایں صورت کہ ایک کا بیضۃ اور دوسری کا رحم استعمال کیا جارہا ہو۔

ج. بعض معاصر اہل علم کے ہاں عورت عدت وفات کے دوران اپنے مرے ہوئے شوہر کا مادہ منویہ مصنوعی حمل کے لیے استعمال کر سکتی ہے۔

سفارشات

درج ذیل وجوہات کی بنا پر مادہ منویہ کے بینک کے قیام کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے:

1. مصنوعی طریقہ سے مادہ منویہ کے انتقال میں مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہے مثلاً ایڈز، یرقان، جلد کے دانے اور جریان وغیرہ۔
2. اس طریقہ سے پیدا ہونے والے بچے میں بہت سی بیماریوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ فطری طریقہ میں قدرت نے یہ نظام رکھا ہے کہ ہمبستری کے نتیجے میں جب مادہ منویہ رحم کی جانب جاتا ہے تو مادہ منویہ کے وہ ذرات جو جنین کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں وہ پہلے ہی مر جاتے ہیں جس سے بچہ کی تخلیق پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن جب مصنوعی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تو مادہ منویہ کے بہت سے وہ ذرات جو صحت بخش نہیں ہوتے وہ بھی تخلیق کے عمل میں کارفرما ہو جاتے ہیں جس سے بچہ کی خلقت پر گہرا اثر پڑتا ہے اور وہ معذور یا کسی دائمی بیماری کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔
3. اختلاط نسب کا قوی امکان ہوتا ہے۔
4. غیر شادی شدہ عورتوں کو مصنوعی طریقے سے بیسیوں بار حاملہ کر دینا۔
5. ہم جنس پرست عورتوں کو مصنوعی طریقہ سے حاملہ کر کے ان کی غلیظ خواہش کو برقرار رکھنے میں مدد کرنا کہ وہ اپنی حرکت سے بھی نہ رکیں اور اولاد بھی حاصل کر لیں۔
6. بعض اوقات طبیب پیسہ بٹورنے کے لیے بار بار مصنوعی حمل کو ناکام بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں حتی کہ ایک وقت آتا ہے کہ مرد و عورت کی اولاد بھی نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ وہ مفلس بھی ہو جاتے ہیں۔
7. مصنوعی حمل کی کامیابی کے لیے ماں کو بہت سی دوائیوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے جس سے حمل تو ٹھہر جاتا ہے لیکن بعد میں یہ دوائیاں ماں کی صحت کو خراب کر دیتی ہیں جو ماں کے لیے کافی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

Refrences:

(1) Maryam:19/4-7
(2) For more details please visit following link:
https://www.history.com/this-day-in-history/worlds-first-test-tube-baby-born
(3) Ibn-e-Manzur al-Afriqi , *Lisan al-Arab* (Beirut: Dar sadir , 1414 AH) , 15:293.

(4) For more details please visit following link:
https://www.britannica.com/science/sperm

(5) Ahmed-bin-faris , *Muajam-ul-maqayees* ,(Beirut :Dar-ul Fiker , 1998 AD) , 965-966

(6) Dr:Noori Bin Tahir , *Tehlee-ul-Mani* , (Saudi Arabia , Jamia-ul- Malik Saud , 1999 AD),17

(7) Dr: Muhammad Abd-ul-Jawad An-Natasha ,*Contemporary Medical Issues* , (UK:Publication Series , Wisdom Magazine , 2001 AD) , 1:199-200.

(8) An-Natasha, *Contemporary Medical Issues* , 1:200.

(9) Dr: Ata Abd-ul-Aati , Al Sanbati ,*Bank of Sperm & Embryo* (Al-Qahirah , Dar-ul-nahda , 2001 AD) , 2.

(10) For more details please visit following link:http://www.gn4me.com/health/women/index.jsp?L1=12&newsID=24&catID-11

(11) Ibn-e-faris , *Muajam-ul-maqayees*,959.

(12) Al-Afriqi , *Lisan al-Arab* , 2:580.

(13) Al-Afriqi , *Lisan al-Arab* , 2:579.

(14) Al-Afriqi , *Lisan al-Arab* , 2:209.

(15) Umar bin muhammad , Ghanim , *al-ahkam-ul-janeen fil islam* (Jiddah: dar –ul-undlas , 2001 AD) , 226.

(16) Dr: kareem Saeed Ghaneem , *Al Istinsakah Al Injab* (Al-Qahirah , Dar-ul-fiker , 1418 AH), 253.

(17) Dr: Muhammad Ali , Albar , *Artificial Insemination* , (Jiddah: Dar-ul-Saudia , 1407AH) , 426.

(18) Ghaneem , *Al Istinsakah Al Injab* , 254.

(19) For more details please visit following link
https://www.history.com/this-day-in-history/worlds-first-test-tube-baby-born

(20) According to Pakistani doctor Rashid Latif Khan, the first child was born in London in 1979. He then undertook this task. In 1984, Dr Rashid established the first IVF center in Pakistan and finally in 1988, the first test tube baby was born not only in Pakistan but also in South Asia.For Details Please see the following link
http://www.hameedlatifhospital.com/history/

(21) An-Natasha, *Contemporary Medical Issues* , 1:203.

(22) Name of some scholar are following:

1. Albar , Artificial Insemination ,109.
2. Dr:Hashim Jameel Abdullah , *Transplanstion of embryos in the light of islamic law*, Global Message Magazine , vol,4,(2), (1409 AH) ,92.
3. Dr:Ahmed kinaan ,*Encyclopedia of medical fiqh*(Beirut: Dar-ul-Nafahis , 2000 AD) , 380.
4. An-Natasha, *Contemporary Medical Issues* , 1:207.
5. Ghanim , *al-ahkam-ul-janeen fil islam* , 244.

(23) Ghaneem , *Al Istinsakah Al Injab* , 305.

(24) For more details please visit following link:
https://www.banuri.edu.pk/readquestion/24-06-2018/2

(25) Ziyad Ahmed slamah , *Test tube baby between science and Sharia* (Beirut: Dar-ul-beyariq, 1996 AD) ,(3) , 263.

(26) As-Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , (3) ,263.

(27)As-Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , (3) , 263.

(28) Al-Mu'Minun : 23/12-13

(29) An-Natasha, *Contemporary Medical Issues* , 1: 203-204.

(30) An-Nisa : 4/115
(31) An-Natasha, *Contemporary Medical Issues* , 1: 204.
(32) Ar-Rum : 30/21
(33) An-Natasha, *Contemporary Medical Issues*, 1: 204.
(34) An-Natasha, *Contemporary Medical Issues*, 1: 204,207.
(35)As- Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , (3) ,263.
(36) As- Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , (3) ,263.
(37) Baker bin Abdullah , *Contemporary Jurisprudence* (Beirut , Al-Risala Foundation , 1996 AD) , 1: 262.
(38) As- Sanbati ,*Bank of Sperm & Embryo* , 75.
(39) Abdul-rehman , basam , *Test tube baby* , Journal of the islamic fiqh academy (jiddah , 1403 AH), v,1 , (2) , 252.
(40) Albar , *Test tube baby & Artificial Insemination* (Jiddah: Dar-ul-ilm , 1407 AH) , 52-53.
(41) Mufi Taqi Uthmānī, , *Fatawa Uthmānī* (Karachi , Muaarif-ul-quran , 2016 AD), 4:241.
(42) Ministry of Awqaf & Islamic Affairs , *Sharia Fatawas* , (kuwait , 1998 AD) , 2: 311-313 ; International Islamic Fiqh Academy ,Session 8 (Makkah : 28 Rabi al-Thani – 7 Jumada al-Awwal , 1405 AH,) resolution No2 , pg,152.
(43)Baker bin Abdullah , *Contemporary Jurisprudence* , 1:270
Name of some scholar are following:

1. Mufti Rasheed Ahmed ludhianvi , *Ahsan-ul-fatawa* (Karachi , HM,Saeed , 1425 AH), 8:215.
2. Mufti abdul Salam Chatghami , *Jawahir-ul-fatawa* , Test Tube baby in the light of sharia (Karachi , Islamic Book Center , 2011 AD) , 1:161.
3. Abd-ul-Hameed , Thamadh , *al alnsab al awlad* (Beirut: Darat-ul-uloom , 1987 AD) , 301.

(44) An-Natasha , *Contemporary Medical Issues* , 1:192
(45) An-Natasha *Contemporary Medical Issues* , 1:105
(46) As- Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , 50.
(47) Ghanim , *al-ahkam-ul-janeen fil islam* , 246.
(48) Al-Baqarah : 2/223.
(49) Sheikh Rajab , al-tamimi , "*Test Tube baby* ", Magazine of International Islamic Fiqh Academy (Jiddah ,Organization of the Islamic Conference ,1407 AH) , vol,1,(2) , 309 .
(50) As- Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , 73-76
(51) Al-Tariq :86/ 5-7.
(52) Al-Mursalat: 77/20-21.
(53) An-Natasha , *Contemporary Medical Issues* , 1:97-98
(54) As-Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , 72.
(55) Al.Nisa : 4/118-119.
(56) Thamadh , *al alnsab al al awlad*, 67.
(57) International Islamic Fiqh Academy ,session 8 (28, Rabi al-Thani -7, Jamad al –Awal , 1405 AH), , resolution :2 , 162-167.
(58)Muhammad Abbasi , "*About Test Tube Baby*" , Magazine of al-Azhar , (2) , (1984 AD) , 203-204.

(59) International Islamic Fiqh Academy , session: 7 (Makkah : 11-16 ,Rabi al –Thani , 1404 AD ,) , resolution :5 , 148-152, & session 8 , (28, Rabi al-Thani -7, Jamad al – Awal , 1405 AH) resolution :2 , 162-167.

(60) International Islamic Fiqh Academy , session: 7 (Makkah : 11-16 ,Rabi al –Thani , 1404 AD) , resolution :5 , 148-152.

(61)International Islamic Fiqh Academy , session: 8 (Makkah : 11-16 ,Rabi al –Thani , 1404 AD) , resolution :2 , 162-167.

(62) International Islamic Fiqh Academy , session: 12 (Makkah : 15-22 ,Rajab, 1404 AD) , resolution :3 , 275.

(63) Name of some Scholar are following:

1. Dr:Hafiz,Mubashir , Hussain , *jadeed fiqhi masayel* (Lahore:Mubashir academy Lahore , 2088 AD) , 85.
2. Khalid Saif-u-allah , Rehmani , *Jadeed Fiqhi Masayel* (Karachi , Zamzam Publication , 2010 AD),5:100-104.
3. Ahmed Muhammad Jamal , Magazine of International Islamic Fiqh Academy , 1:469.

(64) Jameel Abdullah , *Transplanstion of embryos in the light of islamic law*, Islamic message Magazine , vol,3 (1989 AD) , 79-80.

(65) Hafiz Mubashir Hussain , jadeed fiqhi masayel , 51.

(66) Jameel Abdullah , *Transplanstion of embryos in the light of islamic law*, 3:79-80.

(67) Jameel Abdullah , *Transplanstion of embryos in the light of islamic law*, 3:81.

(68) As-Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , 82.

(69) Muḥammad Ibn Aḥmad al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt* (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1949 AD), 6:50-51.

(70) Albar , *Test tube baby & Artificial Insemination* , 141.

(71) Albar , *Test tube baby & Artificial Insemination* , 141-142.

(72) As-Slamah , *Test tube baby between science and Sharia* , 82.

(73) As-Sanbati ,*Bank of Sperm & Embryo* , 56.

(74) Dr: ayad Ibraheem , *Genetic engineering between the data of science and the rules of Sharia* (Oman: Dar Al-Fath for studies & publishing , 1423 AH), 121-122.

(75) Dr: abdul Hadi Misbah, *Gene therapy and human cloning: a future vision for medicine and therapy during the twenty-first century* (Al-Qahirah: Dar-ul-misriya,1999 AD) , 114,125.

(76) Dr: ayad Ibraheem , *Genetic engineering between the data of science and the rules of Sharia* , 131.

(77) Dr: Abdul Hadi Misbah , *Gene Therapy* , 125.

(78) Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,(Oman:Dar-ul-basheer,1995 AD) , 2:299,302.

(79) Name of some scholar are following:

1. Dr: Fazal Abbas , Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:296,307.
2. Dr: Rajeh , Al-Krudi , Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:297,304.
3. Dr: Ali , As-sawa, Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:297-298.
4. Dr:Hummam ,Saeed , Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:300.

5. Dr:Abd-ul-Aziz , Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:305-307.

(80) Name of some scholar are following:

1. Al-Ashqar , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,303-304.
2. Dr: Muhammad Shabeer , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:299
3. Dr: Yusuf Al-Qaradawi , *From the Guidance of islam* (Beirut: Al-maktb-ul-islami,2000 AD) , 1:610.

(81) Ash-Shuraa:42/49-50

(82) Al-Qaradawi ,*From the Guidance of islam* , 1:610.

(83) Al-Qaradawi ,*From the Guidance of islam* , 1:160.

(84) Adh-Dhariyat:51/49

(85) Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:297-298.

(86) Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:299.

(87) Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:303

(88) Luqman:31/34.

(89) Al-Qaradawi , *From the Guidance of islam* ,1:610.

(90) Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:299.

(91) Maryam:19/5-6.

(92) Dr: ayad Ibraheem , *Genetic engineering between the data of science and the rules of Sharia*,124.132.

(93) Medical association of Jordan , *Contemporary medical issues in the light of Islamic law*,2:304.

(94) Dr: ayad Ibraheem , *Genetic engineering between the data of science and the rules of Sharia*, 124-125.

(95) Zain-u-deen , Ibn-e-nujem,*al-ishba al-nadhair*(Beirut:Dar-ul-kutb-ul-ilmia, 1985 AD)

(96) Albar , *Test Tube baby* , 48.

(97) Muhammad bin Ahmed , Al-qurtabi , *Bidayat-ul-mujtahid Nihayat-ul-muqtasid* (Egypt: Dar-ul-kutub-Islamia,1404 AH),2:150.

(98) Muhammad bin Ismail ,al-Bukhari , *Al-Bukhari* , Kitab-ul-ijara , bab : Asab-ul-fahal,(Encyclopedia of the Quran & Hadith) , Hadith No:2284.

(99) Jalal al-deen Al-suyuti , *Al-ishba Al-Nadahir* (Beirut: Dar-ul-kutub-uI-Ilmia ,1990 AD),469.